ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت ہستی باری تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

احترامِ انسانیت، خدمتِ انسانیت اور شرفِ انسانیت

(ازروئے قرآنِ کریم)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ(آل عمران:111)

خِلقتِ اِنس میں ہے اُنس و محبت کا خمیر
گر محبت نہیں بیکار ہے انساں ہونا

معزز سامعین! آج مجھے قرآنِ کریم کی رُو سے احترامِ انسانیت، خدمتِ انسانیت اور شرفِ انسانیت پر روشنی ڈالنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم جیسی مکمل، کامل اور اکمل کتاب انسانِ کامل سیّدنا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری جس کے ساتھ ہی احترام، خدمت اور شرفِ انسانیت کا دائرہ مکمل ہوا۔ اس انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں احترامِ انسانیت کے بے نظیر درس دیئے۔ آپؐ نے قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں واضح فرمایا ہے کہ سب لوگ بحیثیت انسان برابر ہیں اور سب کے حق مساوی ہیں۔ حتّٰی کہ اپنی حیات کے آخری دنوں میں حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے اصحاب کو منشورِ انسانیت کا عظیم الشان اور بے مثال پیغام اور قانون دے کر فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ نہ ہی کسی غیر عربی کو عربی پر کوئی برتری حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو سکھایا کہ کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ چنانچہ اسلام کی یہ واضح تعلیم ہے کہ تمام قوموں اور نسلوں کے لوگ برابر ہیں۔ آپؐ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ سب لوگوں کو بلاامتیاز اور بلاتعصّب یکساں حقوق ملنے چاہئیں۔ یہ وہ بنیادی اور سنہری اصول ہے جو بین الاقوامی امن اور ہم آہنگی کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ وہ مبارک ارشاد تھا جو آئینِ انسانیت کے نام سے کامل دستور بن کر دنیا میں ظاہر ہوا۔

درحقیقت قرآن مجید جیسی اکمل واتم شریعت کا نزول ہی انسانیت کے شرف وعظمت کی تکمیل کے لئے ہوا۔ چنانچہ اس نسخہ کیمیا کی بدولت ہی اب نوع انسان شفا پا سکتی ہے۔ انسانیت کی حقیقت ہویدا ہو کر نفسِ آدمیت اپنا مقصودِ حیات پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق اور اس سے خالص محبت کا میدان سر کیا جاسکتا ہے اور انسانیت کا باہم دِگر محبت واُنس کا پیوند بھی صحیح طور پر ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف دُنیا کی تمام ہدایتوں کی نسبت اکمل اور اتم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ دنیا کی اور کتابوں کو ان تین قسم (پہلے ادنیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔ پھر بڑے بڑے اخلاق انسانیت کے سکھلائے اور پھر محبت اور وصل کا مزا چکھایا۔ ناقل) کی اصلاحوں کا موقع نہیں ملا اور قرآن شریف کو ملا اور قرآن شریف کا یہ مقصد تھا کہ حیوانوں سے انسان بناوے اور انسان سے بااخلاق انسان بناوے اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بناوے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 329)

سامعین! اب شرفِ انسانیت کے بارہ میں قرآن کریم کی زرّیں تعلیمات کو لیتے ہیں۔ احترامِ انسانیت کے قیام کے لئے قرآن مجید نے بے شمار انمول بُنیادی اصول بتلائے ہیں۔ جیسے سورۃ آلِ عمران کی آیت 111 ہے جس کی تلاوت مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ کے) لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کے سب سے بہتر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ انہیں اپنے فائدہ کی بجائے سب دنیا کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کاش! مسلمان اس حکمت کو سمجھیں اور اس طرح ذلیل نہ ہوں۔"

(تفسیر صغیر سورۃ آل عمران۔ حاشیہ آیت 111)

پھر شرفِ انسانیت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ زرّیں اصول بیان فرمایا کہ

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ: 33)

یعنی جو کسی شخص کو بغیر اس کے کہ اُس نے قتل کیا ہو یا ملک میں فساد پھیلایا ہو، قتل کر دے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو اُسے زندہ کرے (یعنی اس کے کام میں مدد دے) تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔

یہ واضح زریں اصول اور امن قائم کرنے والا دستور ایک حسین معاشرہ تشکیل دے سکتا ہے۔ اس جگہ ناحق قتل کو روک کر انسانیت کی فلاح و بہبود اور زندگی کو فروغ دینے والی سنہری تعلیم بیان فرمادی۔

تیسرے نمبر پر احترامِ انسانیت کا زرّین اصول قرآنِ کریم سے پیش کرنے جارہا ہوں جو سورۃ البقرہ آیت 189 سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

یعنی تم اپنے (بھائیوں کے) مال آپس میں (مل کر) جھوٹ (اور فریب) کے ذریعہ سے مت کھاؤ اور نہ اُن (اموال) کو (اس غرض سے) حکام کی طرف کھینچ لے جاؤ تا تم لوگوں کے مالوں کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہوئے ناجائز طور پر ہضم کر جاؤ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم اکثر قومی زندگی پر زور دینے کے لئے عام انسانوں یا اپنے ملک یا اہل قوم کی اشیاء کو اپنی اشیاء کہہ کر پکارتا ہے تا اس طرف اشارہ کرے کہ جو اپنی قوم کے افراد کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہاں بھی اپنے مال سے مراد دوسرے بنی نوع انسان کے اموال ہیں لیکن مذکورہ بالا اصول کی طرف توجہ دلانے کے لئے اپنے مال کہہ کر انہیں پکارا ہے۔ اس سورۃ کے رکوع 10 میں فرمایا وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ پھر آگے چل کر فرمایا ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اَنْفُسَكُمْ اور دِمَآءَكُمْ سے مراد اپنے بھائیوں کی جانیں اور اپنے بھائیوں کے خون ہیں۔"

(تفسیر صغیر حاشیہ نوٹ 2 سورۃ البقرۃ زیر آیت 189)

سامعین! پھر معاشرے میں امن کے قیام کی ایک اور پیاری اور حسین تعلیم اس طرح دی کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل: 126) کہ (اے رسول) تو (لوگوں کو) حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے رب کی راہ کی طرف بُلا اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو۔ اُن سے (اُن کے اختلافات کے متعلق) بحث کر۔

کس قدر رِفق اور نرمی کی تعلیم ہے۔ انسانیت کے شرف اور مرتبہ کا لحاظ رکھ کر حقوقِ انسانی کا پاس کر کے آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کی بنیادیں اُستوار کرتے ہوئے تبلیغ کا حکم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جارہا ہے۔ اس قدر خوبصورت تعلیم کے باوجود بعض مسلم تنظیمیں جہاد کے نام پر معصوم لوگوں کا خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، خون بہارہی ہیں اور اپنے اس قابل نفرت فعل کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جہاد سے منسوب کر رہی ہیں۔

پانچواں اصول یہ بیان ہوا کہ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (الزخرف: 89-90) یعنی اس کے یہ کہنے کے وقت کو یاد کرو کہ اے میرے رب! یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ پس تُو ان سے درگزر کر اور کہہ "سلام" پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ان الفاظ سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تعلیم لائے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت ورأفت کا ذریعہ ہے اور انسانیت کے لئے امن کا باعث ہے۔ اس آیت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امن کے اس پیغام کے جواب میں نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انکار کیا گیا بلکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر اور حقارت آمیز سلوک کیا۔ یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر دشمنی پر اُتر آئے اور فتنہ وفساد پیدا کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا سے یہی التجا کی کہ مَیں تو ان کے لئے سلامتی کا خواہاں ہوں لیکن یہ مجھے امن سے رہنے نہیں دیتے اور مجھے دکھ اور تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں تسلی دی کہ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اس سے صَرف نظر کر اور انہیں چھوڑ دے۔ تمہارا واحد کام دنیا میں امن کا فروغ اور اُس کا قیام ہے۔"

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 126-127)

سامعین! قرآن میں ایک اصول یوں بیان ہوا ہے کہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل:71) کہ ہم نے بنی آدم کو (بہت) شرف بخشا ہے اور ان کیلئے خشکی اور تری میں سواری کا سامان پیدا کیا ہے اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے اور جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے ایک کثیر حصہ پر ہم نے انہیں بڑی فضیلت دی ہے۔

ساتواں اصول یہ بیان ہوا کہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٞ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ:35) کہ (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو۔ اس پر انہوں نے تو فرمانبرداری کی مگر ابلیس (نے نہ کی اُس) نے انکار کیا اور تکبیر کیا اور وہ (پہلے سے ہی) کافروں میں سے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اس کے ہر ایک کام کو خُدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کرتا ہے لیکن آدم کامل بننے کیلئے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اس پر کوئی مخالفت سے دست اندازی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پرواہ نہیں کرتا خدا بھی اُس کی پرواہ نہیں کرتا... آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔"

(الحکم جلد 9 نمبر 5 مورخہ 10 فروری 1905ء صفحہ 4)

آٹھواں اصول یہ ہے کہ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ (القمان:21) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم (لوگوں) نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے تمہاری خدمت میں لگایا ہوا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں خواہ ظاہری ہوں یا باطنی پانی کی طرح بہادی ہیں۔

پھر فرماتا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۫ (التین:4) یقیناً ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے چاہا ہے کہ انسان خدا کے اخلاق پر چلے۔ جیسے وہ ہر ایک عیب اور بدی سے پاک ہے یہ بھی پاک ہو۔ جیسے اس میں عدل، انصاف اور علم کی صفت ہے وہی اس میں ہو اس لئے اس خلق کو احسن تقویم کہا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ جو انسان خدائی اخلاق اختیار کرتے ہیں وہ اس آیت سے مراد ہیں اور اگر کفر کرتے تو پھر اسفل السافلین اس کی جگہ ہے۔"

(البدر جلد 2 نمبر 7 مورخہ 6 مارچ 1903ء صفحہ 49)

اسی طرح فرمایا:

”انسان کو ہم نے نہایت درجہ کے اعتدال پر پیدا کیا ہے اور وہ اس صفت اعتدال میں تمام مخلوقات سے احسن و افضل ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم تفسیر التین صفحہ 415-416)

دسویں نمبر پر یہ آیہ کریمہ پیش کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (ابراھیم:34) کہ تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا اس حال میں کہ وہ دونوں ہمیشہ گردش کر رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

” یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی شریعت کے رُو سے خواص ملائک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں بلکہ خواص الناس خواص الملائک سے افضل ہیں اور نظام جسمانی یا روحانی میں اُن کا وسائط قرار پانا اُن کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے رو سے وہ خدام کی طرح اس کام میں لگائے گئے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ یعنی وہ خدا جس نے سورج اور چاند کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے مثلاً دیکھنا چاہئے کہ ایک چٹھی رساں ایک شاہِ وقت کی طرف سے اُس کے کسی ملک کے صوبہ یا گورنر کی خدمت میں چٹھیاں پہنچا دیتا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ چٹھی رساں جو اس بادشاہ اور گورنر جنرل میں واسطہ ہے گورنر جنرل سے افضل ہے۔ سو خوب سمجھ لو یہی مثال اُن وسائط کی ہے جو نظام جسمانی اور روحانی میں قادر مطلق کے ارادوں کو زمین پر پہنچاتے اور اُن کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح ظاہر فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا کیا گیا ہے وہ تمام چیزیں اپنے وجود میں انسان کی طفیلی ہیں یعنی محض انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور انسان اپنے مرتبہ میں سب سے اعلیٰ وارفع اور سب کا مخدوم ہے جس کی خدمت میں یہ چیزیں لگا دی گئی ہیں۔“

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 74)

سامعین! ایک اصول اِن الفاظ میں بیان ہوا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:14) کہ اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو عام طور پر پنجہ مارنے کے لائق یہی آیت ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ جس کے یہ معنے ہیں کہ تم سب میں سے خُدا کے نزدیک بزرگ اور عالی نسب وہ ہے جو سب سے زیادہ اس تقویٰ کے ساتھ جو صدق سے بھری ہوئی ہو خدا تعالیٰ کی طرف جھک گیا ہو اور خُدا سے قطع تعلق کا خوف ہر دم اور ہر لحظہ اور ہر ایک کام اور ہر ایک قول اور ہر ایک حرکت اور ہر ایک سکون اور ہر ایک خُلق اور ہر ایک عادت اور ہر ایک جذبہ ظاہر کرنے کے وقت اُس کے دل پر غالب ہو۔ وہی ہے جو سب قوموں میں سے شریف تر اور سب خاندانوں میں سے بزرگ تر اور تمام قبائل میں سے بہتر قبیلہ میں سے ہے اور اس لائق ہے کہ سب اُس کی راہ پر فدا ہوں۔ غرض شریعت اسلامی کا یہ تو عام قانون ہے کہ تمام مدار تقویٰ پر رکھا گیا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 تفسیر سورۃ الحجرات صفحہ 368-369)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قومیں اور نسلیں صرف امتیاز کیلئے ہیں جو اُن کو تفاخر اور تکبّر کا ذریعہ بناتا ہے وہ اسلام کے خلاف عمل کرتا ہے۔“

(تفسیر صغیر حاشیہ زیر آیت نمبر 14 سورۃ الحجرات صفحہ 685)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اِس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ
"اللہ تعالیٰ نے قوموں کو مختلف رنگوں اور نسلوں میں باٹا کیوں ہے؟ اِس کا مقصد یہ بیان فرمایا گیا کہ ایک دوسرے پر برتری جتانے کے لئے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی پہچان میں سہولت کی خاطر ایسا کیا گیا ہے۔ مثلاً جب کہا جائے کہ فلاں شخص امریکن ہے یا فلاں جرمن ہے تو اس وجہ سے نہیں کہا جاتا کہ امریکن نسل کو سب پر فضیلت حاصل ہے یا جرمن نسل کو سب قوموں پر فضیلت حاصل ہے بلکہ محض پہچان کی خاطر یہ ذکر کیا جاتا ہے۔"
(تعارف سورۃ الحجرات صفحہ 930)
سامعین! بارھواں اصول میں والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، ہم جلیسوں اور مسافروں سے حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ (النساء:37) یعنی اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔
اِسی تسلسل میں اقربا، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلین اور غلاموں کے لئے مال خرچ کرنے کو حقیقی نیکی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ
لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرۃ:178)
ترجمہ اس کا یہ ہے کہ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متقی ہیں۔
تیرھواں اصول: اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرنے کی تعلیم یوں دی۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات:10-11) یعنی اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔
سامعین! پھر تمسخر، عیب تراشی، نام بگاڑنے، بدظنی، تجسّس اور غیبت سے اجتناب کی تعلیم یوں دی۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات:12-13)
کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔

اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پندرہویں اصول میں فرمایا۔ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کی تعلیم میں فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَلَا الۡهَدۡیَ وَلَا الۡقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ (المائدہ:3)

کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ہی حرمت والے مہینہ کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ہی قربانی کی علامت کے طور پر پٹے پہنائے ہوئے جانوروں کی اور نہ ہی ان لوگوں کی جو اپنے ربّ کی طرف سے فضل اور رضوان کی تمنا رکھتے ہوئے حرمت والے گھر کا قصد کر چکے ہوں۔ اور جب تم اِحرام کھول دو تو (بے شک) شکار کرو۔ اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو۔ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

اور آج کی تقریر میں بیان آخری اصول یوں ہے۔ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے

وَالَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالۡاِیۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ یُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَیۡهِمۡ وَلَا یَجِدُوۡنَ فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ ۟ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۚ (الحشر:10)

کہ وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے ہی گھر تیار کر رکھے تھے اور ایمان کو (دلوں میں) جگہ دی تھی وہ ان سے محبت کرتے تھے جو ہجرت کرکے ان کی طرف آئے اور اپنے سینوں میں اس کی کچھ حاجت نہیں پاتے تھے جو اُن (مہاجروں) کو دیا گیا اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”دو بنیادی باتیں ہیں اگر تم میں پیدا ہو گئیں تو پھر آگے ترقی کرنے کے لئے اور منازل بھی طے کرنی ہوں گی۔ دین کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کے لئے تم نے اخلاق کے اور بھی اعلیٰ معیار دکھانے ہیں۔ اگر یہ معیار قائم ہو گئے تو پھر تم حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہو اور اگر یہ معیار قائم کر لئے اور اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کر لئے تو پھر ٹھیک ہے تم نے مقصد پا لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن گئے اور انشاء اللہ بنتے رہو گے اور اگر یہ اعلیٰ معیار قائم نہ کئے اور تکبر دکھاتے رہے اور ہر وقت اسی فکر میں رہے کہ اپنے آپ کو میں کسی طریقے سے نمایاں کروں تو یاد رکھو کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ پھر تو حقوق العباد ادا کرنے والے نہیں ہو گے بلکہ اپنی عبادتوں کو ضائع کرنے والے ہو گے۔ اگر حسن خلق کے اعلیٰ معیار قائم نہ کئے تو اس کے ساتھ ساتھ اپنی عبادتوں کو بھی ضائع کر رہے ہو گے اور وہ معیار کیا ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم قائم کریں۔ فرمایا وہ معیار یہ ہے کہ تم قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو۔ وہ قریبی رشتہ دار جو تمہارے ماں باپ کی طرف سے تمہارے قریبی رشتہ دار ہیں، تمہارے رحمی رشتہ دار ہیں۔ پھر جو شادی شدہ لوگ ہیں ان کی بیوی کی طرف سے یا بیوی کے خاوند کی طرف سے رشتہ دار ہیں یہ سب قرابت داروں کے زمرہ میں آتے ہیں اور ان رشتوں سے حسن سلوک کا عورت اور مرد کو یکساں حکم ہے ایک جیسا حکم ہے جب عورت اور مرد ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک کر رہے ہوں گے، ایک دوسرے کے قریبیوں سے اچھے اخلاق سے پیش آ رہے ہوں گے، ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ میاں بیوی دونوں میں آپس میں بھی محبت اور پیار کا تعلق خود بخود بڑھے گا۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی پوری کوشش کریں گے تو فرمایا کہ قربت کے رشتوں کی یعنی رحمی رشتوں کی حفاظت کر رہے ہو گے تو پھر تم میرے پسندیدہ ہو گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 2004ء)

الغرض قرآن مجید کے نزول اور اسلام کے ظہور سے شرف انسانیت قائم ہوا اور حقیقی طور پر انسان کا اشرف المخلوقات ہونا متحقّق ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر آج انسان کیوں اتنا گرا ہوا ہے اور انسانیت کی قدریں کیوں پامال ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قرآن مجید کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کو توفیق

عطا فرمائے کہ وہ قرآن مجید کی کل تعلیمات پر جو شرف انسانیت اور احترام آدمیت کے قیام کے لئے ہی ہیں، عمل درآمد کرے تا کہ ہر طرف اور ہر سو شرف انسانیت کا قیام ہو اور انسانیت کا بول بالا ہو۔ آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم لئیق احمد ڈار۔ قادیان کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

۞۞۞۞